جانور کی حفاظت کی اجرت میں اسی جانور سے حصہ دینا کیسا؟

ریفرنس نمبر pin6232 تاریخ: 23-07-2019

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے قربانی کے لیے دو بیل خریدے، اس کی نیت یہی تھی کہ وہ خود ان کی دیکھ بھال کرے گا، لیکن فی الحال زید کی کچھ مصروفیت ایسی بن گئی ہے کہ اس کے لیے بیلوں کی دیکھ بھال کرنا کافی مشکل ہے، اب زید عمرو کو اس طور پر بیل دینا چاہتا ہے کہ چارے وغیرہ کے مکمل اخراجات زید ادا کرے گا اور دیکھ بھال کرنے کے بدلے رقم کی بجائے عمرو کو ایک معین بیل میں سے قربانی کے لیے ایک حصہ دے دے گا۔ اس طرح کرنے سے زید کو بھی فائدہ ہو جائے گا کہ اس کی مشکل دور ہو جائے گی اور عمرو کو بھی کہ اسے الگ سے کسی جگہ حصہ ڈالنے کی مشقت برداشت نہیں کرنی پڑے گی۔ اب سوال یہ ہے کہ زید کا عمرو کے ساتھ اس طرح کا معاہدہ کرنا درست ہے یا نہیں، اگر درست نہیں، تو اس کا درست طریقہ کار کیا ہو گا، کیونکہ زید کو ان بیلوں کی دیکھ بھال کرنے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

نوٹ: زید صاحبِ نصاب ہے، ہر سال قربانی کے لیے بیل خریدتا ہے اور بیل خریدتے وقت اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ کچھ حصے خود رکھ لوں گا اور کچھ حصے فروخت کر دوں گا۔ اس سال بھی قربانی کے لیے بیل خریدتے وقت یہ نیت تھی کہ دونوں بیلوں میں سے دو دو حصے خود رکھوں گا اور پانچ پانچ حصے بیچ دوں گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں زید اور عمرو کا یوں معاہدہ کرنا کہ عمرو کو بیلوں کی دیکھ بھال کرنے کے بدلے رقم کی بجائے انہی بیلوں میں سے قربانی کے لیے ایک حصہ دیا جائے گا، یہ شرعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ قفیز طحان (اجیر نے جو کام کیا ہے، اسی میں سے اس کو اجرت دینا) ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

السنن الکبریٰ للبیہقی، سنن دار قطنی اور مسند ابی یعلی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: ”نھی عن عسب الفرس وعن قفیز الطحان“ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی جفتی کی اجرت اور قفیز طحان سے منع فرمایا ہے۔

(مسند ابی یعلیٰ، من مسند ابی سعید الخدری، ج2، ص301، مطبوعہ دار المامون، دمشق)

عمدۃ القاری میں قفیز طحان کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے: ”وتفسير قفيز الطحان: ان يستاجر ثورا ليطحن له حنطة بقفيز من دقيقه وكذا اذا استاجر ان يعصرله سمسما بمَن مِن دهنه او استاجر امراة لغزل هذا القطن او هذا الصوف برطل من الغزل۔۔ وكل ذلك لا يجوز“ قفیز طحان کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے گندم پیسنے کے لیے بیل کرائے پہ لیا اس طور پر کہ اسی آٹے میں سے

ایک قفیز اجرت دی جائے گی۔ اسی طرح تِل کا تیل نکالنے کے لیے بیل کرائے پر لیا اس طور پر کہ اسی تیل میں سے ایک مَن اجرت دی جائے یا کسی عورت کو روئی یا اون کاتنے پر اجیر رکھا اس طور پر کہ اسی میں سے ایک رطل کی مقدار اجرت دی جائے گی، تو یہ تمام اجارے ناجائز ہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب المزارعۃ، باب المزارعۃ بالشطر ونحوہ، ج12، ص166، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اسی میں سے اتنا تم اجرت میں لے لینا، یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بننے کے لیے سوت دیا اور یہ کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اجرت میں لے لینا یا غلہ اٹھا کر لاؤ، اس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا، اس میں سے اتنا اجرت میں دیا جائے گا، یونہی بھاڑ میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہرا کہ ان میں سے اتنے بھنائی میں دیے جائیں گے، یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔“

(بہارِ شریعت، ج3، ص149تا150، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اس کے جواز کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ زید بیلوں کی دیکھ بھال کرنے کے بدلے میں عمرو کو بطورِ اجرت انہی بیلوں میں سے ایک حصہ نہ دے، بلکہ عمرو کے ساتھ کچھ رقم بطورِ اجرت طے کر لے مثلاً عمرو سے یوں کہے کہ تم اتنے دنوں تک بیلوں کی دیکھ بھال کرو، اس کے بدلے میں تمہیں اتنی اجرت دی جائے گی، عمرو اسے قبول کرے اور اسی اجرت کے بدلے میں بیلوں کی دیکھ بھال کرتا رہے، پھر جب مقررہ مدت پوری ہو جائے، تو زید سے طے شدہ اجرت لے لے یا اگر دونوں چاہیں، تو باہمی رضامندی سے اس کے بدلے میں انہی بیلوں میں سے ایک حصہ کی قربانی کے لیے خرید و فروخت کر لیں، لیکن بعد میں یوں کرنا پہلے سے طے نہ ہو، بلکہ طے صرف اجرت ہی کی جائے۔

اجرت پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کے بدلے میں کوئی چیز خریدنا، جائز ہے۔ چنانچہ محیطِ برہانی میں ہے: ”استاجر الرجل دارا شھورا مسماۃ باجر معلوم، ثم اراد رب الدار ان یشتری من المستاجر بالاجر شیئا قبل القبض جاز“ ترجمہ: ایک شخص نے معین اجرت کے بدلے میں چند مخصوص ماہ کے لیے گھر کرائے پہ لیا، پھر مالک مکان نے کرائے کے بدلے میں کرایہ دار سے کوئی چیز خریدنے کا ارادہ کیا، تو یہ جائز ہے۔ (محیطِ برھانی، کتاب الاجارات، الفصل الرابع والثلاثون، ج9، ص380، مطبوعہ کوئٹہ)

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ یہاں زید کو ان بیلوں میں سے کوئی حصہ قربانی کے لیے فروخت کرنے کی اجازت سوال میں بیان کردہ وضاحت کے پیش نظر دی گئی ہے، ورنہ اگر قربانی کے لیے بڑا جانور خریدنے والا صاحبِ نصاب نہ ہو، یا صاحبِ نصاب تو ہو، لیکن اس نے پورا جانور خود قربانی کرنے کے لیے خریدا، تو پھر اس جانور میں سے کوئی حصہ دوسرے کو قربانی کے لیے بیچنے کے احکام جدا ہیں۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

19 ذو القعدۃ الحرام 1440ھ 23 جولائی 2019ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے